

عدالت علی (ع)

<?xml encoding="UTF-8?">

عدالت کی تعریف:

العدل ماقام فی النفوس انه مستقیم وهو ضد جور والظلم

عدل ایسی صفت ہے کہ جو نفس میں قائم یا نفس کے ساتھ راہ مستقیم پر چلے، یہ ظلم و جور کی ضد ہے۔ (۱)
فقہ کی کتب میں عدل کی تعریف: وضع کل شئ فی موضعه یا فی محله
ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھنا، پھر عدالت کے متعلق مفسر کبیر مرحوم طباطبائی اپنی تفسیر المیزان میں
فرماتے ہیں کہ عدالت کا مفہوم عام ہے کہ جو فردی واجتماعی امور کو شامل ہے، عدالت کا معنی سب اشیاء میں
برابری و مساوات ایجاد کرنا اور سب انسانوں کو مساوات کی منزل میں قرار دینا۔ (۲)

۱۔ مولائے کائنات عدل کے متعلق متعدد تعبیرات نہج البلاغہ میں بیان فرماتے ہیں
العدل هو الانصاف والاحسان التفضل،، عدل انصاف ہے اور احسان لطف و کرم ہے۔ (۳)

۲۔ مولائے کائنات کے کلام اقدس میں دوسری تعبیر کچھ اس طرح ہے:
العدل یضع الامور هو مواضعها والجود یخرجها: عدل یعنی تمام امور کو ان کے موقعہ و محل پر رکھنا اور سخاوت
ان کو ان کی حدود سے باہر کر دیتی ہے۔ (۴)

۳۔ تیسری تعبیر یہ ہے کہ جب مولا سے توحید و عدل کی تعریف دریافت کی گئی تو فرمایا: التوحید ان لا تتوهمہ
والعدل الا تتهمہ (حکمت ۴۷۰) توحید یہ ہے کہ تم اس پر تہمت نہ باندھو یعنی خدا پر الزامات نہ لگاؤ۔ جب بھی
اس سے اپنے تصور اور خیال کے پابند بناؤ گے وہ خدا ہی نہیں رہے گا اور عدل یہ ہے کہ ظلم و قبیح کی جتنی
صورتیں ہوسکتی ہیں ان کو ذات باری تعالیٰ سے نفی کی جائے اور اسے ان چیزوں سے متہم نہ کیا جائے، کہ جو
بری اور بے فائدہ ہیاور جنہیں عقل اس کے لئے کسی طرح تجویز نہیں کرسکتی جیسے قدرت باری تعالیٰ کا
ارشاد ہے "وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمۃ" ان مذکورہ عدل کی تعریفوں سے یہ بات واضح و روشن
ہوتی ہے کہ اگر عدل کے معانی پر غور و فکر کی جائے تو مجموعہ تعریفات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان اپنی
پوری زندگی پر اگر نگاہ دوڑائے تو زندگی کا ہر لمحہ عدل کا متقاضی ہو اپنی زندگی کے سب امور میں عدل سے کام
لینا چاہیے جس طرح کہ اس کا بہترین نمونہ مولائے کائنات حضرت امیر المؤمنین علی (ع) کی پُربرکت زندگی ہے
دوسری چیز یہ کہ عدل کے مقابلے میں اس کی ضد ظلم ہے۔ زندگی کے کسی ایک لمحہ میں ظلم نہ ہو کہ جس
طرح حضرت علی (ع) اپنے خطبہ ۲۲۱ میں مولا فرماتے ہیں :- خدا کی قسم! مجھے سعدان (ایک خاردار جھاڑی) کے
کانٹوں پر جاگتے ہوئے رات گزارنا اور طوق زنجیر میں مقید ہو کر گھسیٹا جانا اس سے کہیں زیادہ پسند ہے کہ
میں اللہ و رسول سے اس حالت میں ملاقات کروں کہ میں نے کسی بندے پر ظلم کیا ہو یا مال دنیا میسے کوئی

چیز غضب کی ہو میں اس نفس کی خاطر کیونکر کسی پر ظلم کرسکتا ہوں جو جلد ہی فنا کی طرف پلٹنے والا اور مدتوں تک مٹی کے نیچے پڑا رہنے والا ہے بخدا میں نے (اپنے بھائی) عقیل کو سخت فقر و فاقہ کی حالت میں دیکھا یہاں تک کہ وہ تمہارے (حصہ کے) گئیہوں میں ایک صاع مجھ سے مانگتے تھے اور میں نے ان کے بچوں کو بھی دیکھا جن کے بال بکھرے ہوئے اور فقر و بے نوائی سے رنگ تیرگی مائل ہو چکے تھے گویا ان کے چہرے پر نیل چھڑک کرسیاہ کردئیے گئے ہیں وہ اصرار کرتے ہوئے میرے پا س آئے اور اسی بات کو بار بار دھرایا میں نے ان کی باتوں کو کان دیکر سنا تو انہوں نے یہ خیال کیا کہ میں ان کے ہاتھ اپنا دین بیچ ڈالوں گا اور اپنی روش چھوڑ کر ان کی کھینچ تان پران کے پیچھے جاؤنگا مگر میں نے کیا یہ کہ ایک لوہے کے ایک ٹکڑے کو تپایا اور پھر ان کے جسم کے قریب لے گیاتاکہ عبرت حاصل کریں چنانچہ وہ اسی طرح چیخے جس طرح کوئی بیمار درد و کرب سے چیختا ہے اور قریب تھا کہ ان کا بدن اس داغ دینے سے جل جائے پھر میں نے ان سے کہا اے عقیل رونے والیاں تم پر روئیں کیا، تم لوہے کے اس ٹکڑے سے چیخ اٹھے ہو جیسے ایک انسان نے ہنسی مزاق میں (بغیر جلانے کی نیت سے) تپایا ہے اور تم مجھے اس آگ کی طرف کھینچ رہے ہو کہ جس سے خدائے قہار نے اپنے غضب سے بھڑکایا ہے تم اذیت سے چیخو اور میں جہنم کے شعلوں سے نہ چلاؤں۔ یہ صرف ادعا نہیں ہے ، انہوں نے عملی طور سے ثابت کردیا کی جو کچھ فرماتے ہیں منزل عملی میں اس سے زیادہ پابند ہیں۔ (5)

اس سے عجیب تر واقعہ یہ ہے کہ " ایک شخص رات کے وقت (شہد میں) گندھا ہوا حلوہ ایک سریند برتن میں لئے ہوئے ہمارے گھر پر آیا کہ جس سے مجھے ایسی نفرت تھی کہ محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہ سانپ کے تھوک یا اس کی قے میں گوندھا گیا ہے۔

میں نے اس سے کہا کہ یہ کس بات کا انعام ہے یا زکات ہے یا صدقہ ہے کہ ہم اہلبیت % پر حرام ہے؟ تو اس نے کہا کہ نہ یہ ہے نہ وہ ہے بلکہ یہ تحفہ ہے تو میں نے کہا کہ اے پسر مردہ عورتیں تم پر روئیں کیا تو دین کی راہ سے مجھے فریب دینے آیا ہے؟ کیا تو بہک گیا ہے یا پاگل ہو گیا ہے؟

یا یوں ہی ہذیان بک رہا ہے، خدا کی قسم ! اگر وہاں چیزیں جو آسمانوں کے نیچے ہیں مجھے دے دی جائیں صرف اللہ کی اتنی معصیت کروں کہ میں چیونٹی سے جو کا ایک چھلکا چھین لوں تو کبھی بھی ایسا نہیں کروں گا یہ دنیا میرے نزدیک اس پتی سے بھی زیادہ حقیر اور بے قیمت ہے جس سے ڈی اپنے منہ میں رکھے ہوئے ہے کہ جسے وہ چبا رہی ہو۔

علی (ع) کو دنیا کی فانی نعمت اور اس کی بے ثبات یامٹ جانے والی لذت سے کیا واسطہ؟ ہاں مولائے کائنات کی پوری زندگی سرچشمہ عدل تھی اور امام ایسے سلطان عادل تھے کہ عدل کو امام کے وجود پر ناز تھا عدل امام کے لباس میں ملبوس تھا،

امام علی (ع) عدل کی بہترین مکمل تصویر تھے۔ امام علی (ع) اپنے ایک فرمان میں بیان فرماتے ہیں "الانصاف شیمۃ الاشراف" انصاف اشراف کا شیوہ ہے (6) پھر فرماتے ہیں "مع الانصاف تدوم الاخوة" انصاف کے ساتھ ہی اخوت کو دوام ملتا ہے (7) امام (ع) کلمات قصار (8) میں فرماتے ہیں: عدل کو بروئے کار لاؤ اور ناحق ظلم و شدت کی طرف میلان سے دور رہو کیونکہ شدت لوگوں کو ترک وطن پر اور ظلم انہیں تلوار کی طرف بلاتا ہے عدل لوگوں کے لئے استحکام کا باعث ہے عدل سلطان کی فضیلت ہے، امام عادل موسلا دھار بارش سے بہتر ہے۔ لہذا مولائے کائنات ایک ایسے امام عادل تھے۔ کہ جس کے بارے میں ابن ابی الحدید اپنی کتاب شرح نہج البلاغہ (9) پر لکھتا ہے سب سے افضل والی و حاکم وہ ہے جس کی یاد عدل کے ذریعہ باقی رہے اور اس کے بعد آنے والا اسی سے مدد حاصل کرے۔ امام (ع) نے اپنی زندگی کے آغاز سے آخری لمحات زندگی تک عدل سے کام لیا کہ جب

حضرت کو محراب مسجد میں ابن ملجم ملعون نے زہر سے بھیگی ہوئی تلوار سے وار کیا حضرت کا سراققدس شکافتہ ہوا گھر لے گئے ابن ملجم ملعون کو پکڑ کر لائے تو حضرت نے فرمایا ! دیکھو! حسن بیٹا اگر میں اس ضربت کی وجہ دنیا سے رخصت ہو گیا تو اسے ایک ہی ضربت لگانا یہ ہے امام (ع) کے عدل کی دلیل کہ اپنے قاتل سے بھی عدل سے کام لیا اور امام باقر (ع) سے منقول ہے کہ مولائے کائنات نے جب قنبر کو دستور دیا کہ کسی پر حد جاری کرو تو غلطی سے تین کوڑے زیادہ لگائے تو مولائے کائنات امام عادل نے قنبر کو تین اضافی کوڑے لگائے "ان امیر المؤمنین امر قنبر ان يضرب جلدًا حدًا فغلط قنبر فزاد ثلاثة اسواط فاقاده على من قنبر ثلاثة اسواط"(10)"العدل خير الحكم" عدل بہترین قضاوت ہے لہذا امام کا عدل زمانے بھر کی سرسبزی و شادابی سے بہتر ہوتا ہے۔

علی (ع) معلم عدالت تھے امام کے خطوط، خطبوں اور اپنے مددگاروں کو دئے گئے آپ کے فرامین میں ہمیشہ رعایا کی ایک ایک فرد کے ساتھ عدل سے پیش آنے کی بات کہی گئی ہے۔ مالک اشتر سے امام نے فرمایا: ولیکن احب الامور الیک اوسطها فی الحق واعجمها فی العدل واجمعها نظر میں پسندیدہ کام وہ ہونا چاہیے جو زیادہ تر حق مشاہدہ پر ہو، اس کا عدل عمومی ہو اور اس میں رعایا کی خوشنودی زیادہ سے زیادہ شامل ہو،

عدل کی اہمیت

جب زیاد بن ابی کو عبداللہ بن عباس کی قائم مقامی میں بھیجا تھا تو مولا نے فرمایا عدل کی روش پر چلو بے راہ روی اور ظلم سے کنارہ کشی کرو کیونکہ بے راہ روی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انہیں گھربار چھوڑنا پڑے گا اور ظلم انہیں تلوار اٹھانے کی دعوت دے گا(11)

امام علی (ع) نے عدل کی اہمیت پر ایک علم کادریا بہادیا ہے یا جگہ جگہ پر عدل کی سفارش فرمائی ہے اور ظلم کی مذمت اور ظالم کے خلاف احتجاج امام کا اپنی زندگی میں ایک معمول تھا ۔ ایک مقام پر فرماتے ہیں عدل اسلام کے ستونوں میں سے چار شعبوں میں بٹا ہوا ہے:-
عمیق فہم، گہرائی علم، حسن قضاوت اور استحکام حلم،

لہذا جو سمجھ گیا وہ علم کی گہرائیوں سے روشناس ہو گیا اور جو علم کی گہرائیوں سے واقف ہو گیا وہ احکام کے سرچشموں سے سیراب نکل آتا ہے اور جو حلم اختیار کرتا ہے وہ کام میں کوتاہی نہیں کرتا اور اسی لئے وہ لوگوں کے درمیان قابل ستائش بن کر رہتا ہے(12)

پھر فرماتے ہیں بالسیرۃ العادلۃ یقہر المناوئ "عادلانہ روش کے ذریعہ مخالف کو شکست دی جاسکتی ہے(13)
عدل کو سخت گیری پر مقدم رکھو گے تو محبت کی کامیابی سے ہمکنار ہو جاؤ گے جو اپنے ماتحت افراد کے ساتھ عدل روا رکھتا ہے وہ اپنے سے بلند والوں سے عدل پاتا ہے (شرح ابن ابی الحدید ج ۲۰ ص ۳۰۸) "یوم العدل علی الظالم اشد من یوم الجور علی المظلوم" ظالم کے خلاف عدل کا دن مظلوم پر ظالم کے ظلم کے دن سے زیادہ شدید و سخت ہوگا (14)

امام علی (ع) اپنی زندگی میں اس حد تک عدل کی رعایت کرتے تھے کہ حتیٰ اپنے اصحاب پر بھی رعایت نہ کرتے۔ مصقلہ بن مبیہرہ شیبانی جو امام کا کارندہ تھا چند قیدیوں کو پانچ لاکھ درہم پر خرید کیا اور دو لاکھ درہم بیت المال سے دئیے جب امام کو پتہ چلا تو امام نے اس کو کوفہ بلوایا اور اس سے بیت المال کا مطالبہ کیا اور اسے

چند دن کی مہلت دی تو مہلت کے ایام میں رات میں امام کو چھوڑ کر معاویہ کے پاس پناہ گزین ہوا تو امام نے دستور دیا کہ اس کے گھر کو ویران کر دیا جائے تاکہ درس عبرت حاصل کرے (10) تو دیکھیں امام نے عدل کے معاملے میں ذرا برابر نرمی نہ برتی بلا شبہ حکام اور والیوں کی آنکھوں کا بہترین نور ملکی سطح پر عدالت کا قیام اور قوم کے دلوں کو اپنی طرف جذب کرنا ہے اور رعایا کے دلوں کی سلامتی کے بغیر ان کی محبت ظاہر نہیں ہوسکتی لہذا اگر ملک کے ذمہ دار افراد قوم کے سلسلہ میں عدل کی روش اختیار کریں تو دل ان کی طرف راغب ہوں گے امام علی (ع) اپنی حکومت کے دوران جنگ نہروان کے بعد اپنے ایک خط میں فرمایا: "الذلیل عندی عزیز حتی اخذ الحق له والقوی عندی ضعیف حتی اخذ الحق منه" پست و ذلیل میرے نزدیک عزیز ومحترم ہے یہاں تک میں لوگوں سے اس کا حق لے لوں اور قوی میری نظر میں کمزور ہے یہاں تک کہ میں اس سے حق لے لوں۔ امام کو خبر دی جاتی ہے کہ اہل مدینہ کا ایک گروہ معاویہ سے مل گیا ہے تو آپ نے مدینہ میں اپنے عامل و گورنر سہیل بن حنیف انصاری کو اس مضمون کا ایک خط لکھا "مجھ تک خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مل گئے ہیں ان لوگوں کا ہاتھ سے کھودینا تمہیں غمگین نہ کرے ان کی گمراہی اور تمہارے دل کی تسلی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ لوگ حق سے گریزاں ہو کر ردی اور جہالت کی طرف بھاگے ہیں یہ لوگ اہل دنیا ہیں اور دنیا کے پیچھے بھاگے ہیں۔

"وقد عرفوا العدل ورأوه وسمعوه وعوه ان الناس عندنا فى الحق اسوة فغربو الى الاثره فيهذا لهم و سحفاً اثم والله لهم ينفروا من جور ولم يلحقو العدل " (16) ان لوگوں نے عدل کو پہنچانا، دیکھا، سنا اور سمجھا ہے اور یہ اچھی طرح جان لیا ہے کہ ہماری نظر میں حق کے اعتبار سے سب برابر ہیں اس کے بعد بھی وہ طبقہ بندی اور غلط کاری کی طرف گئے ہیں ! لعنت ہو ان پر۔ خدا کی قسم ان لوگوں نے ظلم و جور سے فرار نہیں کیا اور عدل کے سایہ میں پناہ نہیں لی ہے۔ امام کے ماننے والے اگر کماحقہ امام سے اپنا رابطہ رکھنا چاہتے ہیں تو اپنی زندگی میں عدل کو اہمیت دیں حق کا ساتھ دیں اور باطل سے سازش نہ کریں۔

امام عادل کی فریاد

مؤلائے کائنات حضرت امیرالمؤمنین علی (ع) کو پے در پے یہ اطلاعات ملیں کہ معاویہ کے اصحاب آپ کے مقبوضہ شہروں پر تسلط جمارہے ہیں اور اس کے عامل عبیداللہ بن عباس اور سپہ سالار لشکر سعید بن نمران، بسر بن ارقط سے مغلوب ہو کر حضرت کے پاس پلٹ آئے تو آپ نے اپنے اصحاب کی جہاد میں سستی اور رائے کی خلاف ورزی سے بددل ہو کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا: یہ عالم رہا اس کوفہ کا جس کا بندوبست میرے ہاتھ میں ہے (اے شہر کوفہ) اگر تیرا یساہی عالم رہا کہ تجھ میں آندھیاں چلتی رہیں تو خدا تجھے غارت کرے پھر آپ نے شاعر کا یہ شعر بطور تمثیل پڑھا "اے عمرو! تیرے اچھے باپ کی قسم میں تو اس برتن (خلافت) سے تھوڑی سی چکناہٹ ہی لی ہے جو برتن کے خالی ہونے کے بعد اس میں لگی رہ جاتی ہے۔ مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ بسر بن ارقطہ یمن پر چھا گیا ہے بخدا میں تو اب ان لوگوں کے متعلق یہ خیال کرنے لگا ہوں کہ وہ عنقریب سلطنت و دولت کو تم سے ہتھیالیں گے اس لئے کہ وہ (مرکز) باطل پر متحد و یکجا ہیں اور تم اپنے (مرکز) سے پراکندہ و منتشر ہو، تم امر حق میں اپنے امام کے نافرمان اور وہ باطل میں بھی اپنے (ظالم) امام کے مطیع و فرمانبردار ہیں وہ اپنے ساتھی (معاویہ) کے ساتھ امانت داری کے فرض کو پورا کرتے ہیں اور تم خیانت

کرنے سے نہیں چوکتے وہ اپنے شہروں میں امن بحال رکھتے ہیں اور تم شورش برپا کرتے ہو میں اگر تم میں سے کسی کو لکڑی کے ایک پیالے کا امین بناؤں تو یہ ڈر رہتا ہے کہ وہ اس کے کندھے کو توڑ کر لے جائے گا۔ اے اللہ وہ مجھ سے تنگ دل ہو چکے ہیں اور میں ان سے، وہ مجھ سے اکتا چکے ہیں اور میں ان سے مجھے ان کے بدلے میں اچھے لوگ عطا کر اور میرے بدلے میں انہیں کوئی اور بُرا حاکم دے.....

پھر امام باطل متحد لوگوں اور حق سے منتشر لوگوں کا تذکرہ فرماتے ہیں پھر عادل امام کے ماننے والے اور ظالم امام کے ماننے والوں میں کتنا فرق ہے۔

امام عادل کی یہ فریاد کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ جسے ایک لکڑی کے پیالے کا امین بناؤں، امام انتہا ہی کرب و درد کا اظہار فرماتے ہیں اب امام اپنے آپ کو تنہا محسوس کر رہے ہیں اگر اس کا کوئی ساتھی ہے، کوئی غم خوار ہے کوئی ہمدرد ہے تو صرف اور صرف اس کا احساس ذمہ داری جو اسے معاشرے سے منسلک کئے ہوئے ہے اس کی امامت ہے جو لوگوں سے ملنے پر مجبور کرتی ہے! ورنہ جب وہ اپنے چاروں طرف دیکھتے ہیں تو پھر وہی نظر آتا ہے اور یہ تنہا ہے تنہائی کی تلاش کرتے ہیں اور آبادیوں سے دور دور ان اجنبیوں سے دور، بہت دور، کسی تاریک کنویمیں منہ ڈال کر اپنا حال دل کہتے ہیں صرف اس لئے کہ اس کی یہ فریاد، اس کی سرد آہیں کسی پست فطرت اور کم ظرف کانوں تک نہ پہنچیں کوئی کوتاہ نظر اسے نہ دیکھ سکے یہ سرد آہیں کیوں؟ ان کی یہ سسکستی ہوئی آواز کیوں بلند ہوتی ہے؟ افسوس کہ یہ سرد آہیں سب کے لئے عقدہ لاینحل ہیں! یہ سسکیاں سب کے لئے معمہ ہیں حتیٰ کہ اُن کے چاہنے والے ان کے شیعہ یہ نہیں جانتے کیوں؟ کیا اس لئے کہ خلافت چھن گئی؟! یا اس لئے کہ فدک غصب کیا گیا؟ کیا اس لئے کہ منصب کسی اور نے چھین لیا؟ کیا اس لئے کہ اس منزلت کو...، یا خدا جانے۔ کیا وجہ ہے؟ ایک تنہا عدل پرور روح۔

اس دنیا میں جو ان کے لئے اجنبی ہے اس معاشرے میں جس میں وہ زندگی گزار رہے ہیں لیکن وہ اپنے کو ان کی سطح پر نہیں لاسکتے وہ سطح جو جہالت و ظلم کی سطح ہے وہ سطح جو قبائلی نظام و لوٹ مار کی پیداوار ہے وہ اپنی اس بلندوبالا منزلت سے اس قدر نہیں نیچے اتر سکتے کہ ان کے ساتھ نظر آئیں وہ جو خود خواہشوں میں لگے ہوئے ہیں وہ جو لوٹ مار کو ایمان بنائے ہوئے ہیں! وہ جو دنیا میں غرق ہوئے جارہے ہیں! وہ جو ظلم و ستم میں اپنے ہاتھ رنگیں کئے جارہے ہیں! مولائے کائنات اپنے آپ کو اس سطح پر برگز نہیں لاسکتے اس وقت کے معاشرے میں کیا قدرت و ایمان کی کمی تھی؟ نہیں بلکہ عدم معرفت کی ان مسائل سے کہ جن پر ہمارا اعتقاد ہے امام کے ساتھ رہ کر امام کی معرفت نہیں رکھتے تھے یعنی اگر امام آجائیں یہ ہزار عیب نکالنے پر تل جائیں گے عدل و انصاف کا جنازہ صرف ان لوگوں نے نہیں پڑھا کہ جو اس وقت تھے اب بھی عدل کہاں ہے۔ اگر امام علی (ع) نہیں لیکن نہج البلاغہ میں مولا کے اصول و دستورات تو ہیں کتنا ان پر ہم عمل پیرا ہیں خود یہ کتاب شریف (نہج البلاغہ) کتنے لوگوں نے خرید کر اپنے گھر میں رکھی ہوئی ہے اور قرآن کے بعد اسے پڑھتے ہیں نہج البلاغہ کے بارے میں تمام دانشور اور مصنفین اور ادیبوں کا کہنا ہے کہ یہ ایک بہترین کتاب ہے! قرآن کے بارے میں مولا کا فرمان ہے :

"وریاض العدل وغدراہہ علما لمن وعوا حدیثا لمن روی حکما لمن قضی "

"یہ قرآن عدل کا باغیچہ ہے اس میں مختلف مقامات پر عدل کے تالاب ہیں "

تو جو قرین قرآن ہے "القرآن مع العلی والعلی مع القرآن" وہ بھی تو عدل کا باغ ہے اور اس کی رفتار عدل کے تالاب ہوں گے اور ہیں امام الکلام کلام الامام کے تحت اگر ہم اس کتاب کو امام کا کلام سمجھ کر امام بنالیں اور اس پر عمل کریں تو شاید امام کی فریاد اور شکوہ دعا میں بدل جائے اور ان کا یہ جملہ کہ مجھے ایسے لوگ

عطا کر وہ ہم ہوں یا جاریہ ابن قدامہ کہ جس نے امام کی آواز پر لبیک کہی اور دو ہزار لشکر کے ساتھ امام کے مقبوضہ علاقے کو ان سے ملایا کہ آج بھی ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں مولا کے نام لیوا ہیں لیکن جاریہ بن قدامہ کی طرح بہت کم ہیں کہ عادل امام کے کلام پر عمل کریں اسے اپنی زندگی کا اصول بنالیں۔ قرآن کی تلاوت کے بعد امام کے کلام نہج البلاغہ کو پڑھیں اور اس پر عمل کریں۔

اجراء عدالت پر امام عادل کا اہتمام

مولائے کائنات امام عادل نے جگہ جگہ پر عدل و عدالت کا مرکز و محور رہے توحید کے بعد عدل کو اس قدر اہمیت دی کہ جان بھی عدل پر دے دی اپنے ایک فرمان میں فرماتے ہیں "میں نے اپنے نفس کیلئے عدل کو لازم قرار دیا ہے اور اس کے عدل کی پہلی منزل یہ ہے کہ خواہشات کو نفس سے دور کیا اب حق ہی کو بیان کرتا ہے پھر فرمایا میں اپنے عدل کی بنا پر تمہیں لباس عافیت پہنایا اور اپنے قول و فعل کی نیکیوں کو تمہارے لئے فرش کر دیا ہے (17)

عدل کی ایک شکل اور ظلم کئی صورتوں والا ہے اسی لئے ظلم کرنا آسان ہے اور عدل کرنا مشکل یہ دونوں تیر اندازی میں صحیح اور غلط نشانے کی طرح ہیں یقیناً تیر کے ٹھیک نشانے پر بیٹھ جانے کے لئے بڑے زمانے اور ریاضت کی ضرورت ہوتی ہے جب نشانہ خطا ہو جانے کے لئے ان سب میں کسی ایک کی ضرورت نہیں ہے (18) جب مال کی تقسیم میں آپ کے برابری اور مساوات کا اصول برتنے پر کچھ لوگ بگڑ پڑے تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم مجھ پر یہ امر عائد کرنا چاہتے ہو کہ میں جن لوگوں کا حاکم ہوں ان پر ظلم و زیادتی کر کے کچھ لوگوں کی امداد حاصل کروں خدا کی قسم جب تک یہ دنیا کا قصہ چلتا رہے گا اور کچھ ستارے دوسرے ستاروں کی طرف جھکتے رہیں گے اس چیز کی ترتیب میں بھی نہیں بھٹکوں گا اگر خود میرا مال ہوتا جب بھی میں اسے سب میں برابر تقسیم کرتا چہ جائیکہ یہ مال اللہ کا مال ہے،

دیکھو بغیر کسی حق کے داد و دہش کرنا بے اعتدالی اور فضول خرچی ہے (خ ۱۲۶) عدل کی روش پر چلو بے راہ روی اور ظلم سے کنارہ کشی کرو کیونکہ بے راہ روی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انہیں گھربار چھوڑنا پڑے گا اور ظلم انہیں تلوار اٹھانے کی دعوت دے گا (19)

دنیا میں ظلم سہہ لینا آسان ہے مگر آخرت میں اس کی سزا بھگتنا آسان نہیں کیونکہ ظلم سہنے کا عرصہ زندگی بھر کیوں نہ ہو پھر بھی محدود ہے اور ظلم کی پاداش جہنم ہے جس کا سب سے زیادہ ہولناک پہلو یہ ہے کہ وہاں زندگی ختم نہیں ہوگی کہ موت دوزخ کے عذاب سے بچالے جائے چنانچہ ایک ظالم اگر کسی کو قتل کردیتا ہے تو قتل کے ساتھ ظلم کی حد بھی ختم ہو جائے گی اور اب کی گنجائش نہ ہوگی اور اس پر مزید ظلم کیا جاسکے مگر اس کی سزا یہ ہے کہ اسے ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ڈالا جائے کہ جہاں وہ اپنے کئے ہوئے کی سزا ہمیشہ بھگتنا رہے گا (20)

پنداشت ستمگر کہ جفا بر جا کرد در گردن او بماند و بر بگذشت

للا ظالم البادی غدا یکفہ عضة ظلم میں پہل کرنے والا کل (ندامت سے) اپنا ہاتھ دانتوں سے کاٹتا ہوگا۔ (21) امام کے ان فرامین کی روشنی میں یہ نتیجہ نکلا کہ زندگی میں چاہے فردی ہو یا اجتماعی عدل اور انصاف کو عملی جامہ پہنایا جائے تاکہ اخروی پاداش محفوظ ہو اور لوگ اس کے شر سے آسائش میں ہوں اور رہتی دنیا تک امام عادل کی طرح عدل کرنے والوں میں اس کا نام ہو۔

امام علی (ع) نے علاء بن زیاد حارثی سے فرمایا: "ان الله على ائمة العدل ان لقدروا انفسهم بضعة الناس كيلا يتبع بالفقر فقره" بلا شبہ خدا نے عادل امام و رہبروں پر یہ بات فرض کی ہے کہ اپنی زندگی کو ضعیفوں اور کمزوروں کی زندگی کے برابر قرار دینا تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ فقیر کو اس کی تنگ دستی رنج و غم سے ہلاک کر ڈالے (22)

عدل کی اقسام

العدل منها على اربع شعب...

۱۔ تہو تک پہنچنے والی فکروسمجھ ۲۔ علم کی گہرائی ۳۔ فیصلہ کی خوبی ۴۔ عقل کی پائیداری چنانچہ جس نے غوروفکر اور علم کی نعمت پالی وہ علم کی گہرائیوں سے آشنا ہوا اور جو علم کی گہرائیوں میں اترا وہ فیصلہ کے سرچشموں سے سیراب ہوکر پلٹا اور جس نے حلم و بردباری اختیار کی اس نے اپنے معاملات میں کوئی کمی نہیں کی اور لوگوں میں نیک نام رہ کر زندگی بسر کی۔ (23)

معاشرتی زندگی کے اعتبار سے مولا کے عدل کی چند جھلکیاں

امام علی (ع) کے فرامین کو معاشرتی زندگی کے اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو مختلف پہلو نظر آتے ہیں جن میں سے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۱۔ قانون کے مقابلہ میں بہت انسانوں کے ساتھ مساوات کا برتاؤ۔

۲۔ تقسیم بیت المال میں عدم تبعیض جس طرح خطبہ ۱۵ میں فرمایا خدا کی قسم اگر میں کسی مال کو اسی حالت میں پاتا کہ اسے عورت کا حق مہر بنادیا گیا ہے یا کنیز کی قیمت کے طور پر دے دیا گیا ہے تو بھی اسے واپس کرادیتا اس لئے کہ انصاف میں بڑی وسعت پائی جاتی ہے جس کے لئے انصاف میں تنگی ہو اس کے لئے ظلم میں اور بھی تنگی ہوگی۔

۳۔ اپنے کارندوں پر اجراء عدالت میں نظارت کہ صحیح طریقے سے عدل و انصاف انجام پائے پھر لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے ان افراد کا انتخاب کرنا جو عادل ہوں اپنے عاملین کے معاملات پر کڑی نظر رکھنا یہ مولا نے کائنات کے اعدل ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ بصرہ کے عامل یا گورنر عبداللہ بن عباس کا نائب زیاد بن ابیہ کے نام جو بصرہ و ابواز کے اطراف میں عامل تھے تحریر فرمایا میں اللہ کی سچی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر مجھے خبر مل گئی کہ تم نے مسلمانوں کے مال غنیمت میں چھوٹی یا بڑی قسم کی خیانت کی ہے تو میں تم پر ایسی سختی کروں گا کہ تم نادار بوجھل پیٹھ والے اور بے ننگ و نام ہوکر رہ جاؤ گے (24)

۴۔ ہر قسم کی طبقہ کی نفی یعنی عدم امتیاز کہ ابواسحاق ہمدانی کہتا ہے:-

کہ جب عرب و غیر عرب عورتیں امام عادل کی خدمت میں درخواست کی۔

حضرت نے بطور مساوی دونوں کو درہم عطا کئے

عرب عورت نے کہا میں عرب سے ہوں!!

امام نے فرمایا خدا کی قسم میرے نزدیک اس مال میں فرزندان اسماعیل کو اسحاق کی اولاد پر کوئی ترجیح

نہیں -

۵۔ شخصی زندگی میں عدالت کو اس قدر اہمیت دی کہ فرمایا میں نے اپنے نفس کے لئے عدل کو لازم قرار دیا ہے۔
فرزندان زیاد نے امام کی شخصی زندگی پر اعتراض کیا اس قدر بھی آپ نے دنیا سے اعراض کیا ہوا ہے؟
تو فرمایا تم پر حیف !!! کہ تم نے میرا قیاس اپنے اوپر کیا ہے جب کہ پروردگار نے آئمہ حق پر فرض کر دیا ہے کہ
اپنی زندگی کا پیمانہ کمزور ترین انسانوں کو قرار دیں تاکہ فقیر اپنے فقر کی بنا پر کسی پیچ و تاب کا شکار نہ ہو، یا
جب بازار سے دو لباس خریدے ایک اچھا لباس قنبر کو عطا کیا اور خود کم قیمت والا پہنا تو اس کو بھی یہی
جواب دیا ہے آج وہ امراء ثروتمند لوگ کہاں مولائے کائنات کی سیرت پر عمل پیرا ہیں !!!
آخر میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمیں عدل پر عمل کرنے اور دوسروں تک عدل کا پیغام پہنچانے میں ہماری مدد
فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بلال حسین جعفری

- (۱) (لسان العرب ابن منظور ج ۹ مادہ (۴) ص ۸۴) (دار احیاء التراث العربی بیروت طبع ۳۔) (۲) (تفسیر المیزان ج ۱۲ ص ۴۵۴ قم نشر الامیر
۱۳۶۷)
(۳) حکمت ۳۴۱
(۴) حکمت ۴۳۷ جواد ص ۷۸۴
(۵) نہج البلاغہ ۱۲۲
(۶) غرر الحکم ج ۱ ص ۳۲ حدیث ۶۲
(۷) غرر الحکم ج ۲ ص ۲۷۶ حدیث ۲۴
(۸) حکمت ۴۷۶
(۹) ابن ابی الحدید اپنی کتاب شرح نہج البلاغہ ج ۲۰ ص ۷۷۸
(۱۰) کافی ج ۷ ص ۲۶۰
(۱۱) حکمت ۲۷۶
(۱۲) حکمت ۳۱
(۱۳) حکمت ۲۲۰
(۱۴) حکمت ۳۳۴
(۱۵) شرح ابی ابن الحدید ج ۳ ص ۱۴۵ تا ۱۴۷
(۱۶) خطبہ ۷
(۱۷) خطبہ ۸۷ کے بعض جملے
(۱۸) شرح نہج البلاغہ ابن الحدید ج ۲۰ ص ۲۷۶
(۱۹) حکمت ۴۷۶
(۲۰) (حکمت ۲۴۱)
(۲۱) حکمت ۱۸۴
(۲۲) خطبہ نمبر ۲۰۷
(۲۳) خطبہ ۳۰ مفتی جعفر حسین مرحوم ص ۸۱۹

